۱۹۶۹ء

عقد اک رشتۂ سررشتۂ انسانی ہے
عقد اِک عقدۂ سربستۂ روحانی ہے
عقد حکمِ نبوی ، آیۂ قرآنی ہے
عقد اک ایسا عقیدہ ہے جو لافانی ہے
عقد رحمان کی قربت میں بٹھا دیتا ہے
عقد شیطان کے حملے سے بچا دیتا ہے

عقد ہے عقدہ کشا غنچۂ خاطر کے لیے
شمعِ منزل رہِ ہستی کے مسافر کے لیے
کم نہیں کچھ یہ سند غائب و حاضر کے لیے
فتحِ اوّل ہے یہ پیغمبرِ آخر کے لیے
پہلے ہر کام میں پڑتی رہی مشکل کی گرہ
جب خدیجہ سے بندھا عقد کھلی دل کی گرہ

آ گئیں گھر میں یہ احمدؐ کے تو ہر کام چلا
مال سے ان کی بڑی شان سے اِسلام چلا
قافلہ دینِ محمد کا بہ آرام چلا
فرش سے حمد چلی ، عرش سے پیغام چلا
خشتِ زر سے ہیں یہ اسلام کے معماروں میں
سب مسلمان ہیں بی بی کے نمکخواروں میں

بہرِ اسلام جہیز ان کا بنا وجہِ حیات
حشر تک دین جسے یاد رکھے گا دن رات
برکت ان کے قدم کی تھی مصائب سے نجات
عقد ان کا تھا نبیؐ کے لیے پیغامِ برات
وحی بھی آ گئی قرآن کا بھی دَور ہوا
ان سے جب بیاہ رچا رنگ ہی کچھ اور ہوا

مختلف رسمِ عرب سے تھا یہ شادی کا نظام
جس کا تحریک سے دختر کی ہوا سر انجام
تھا نفیس اور بھی اس وجہ سے رشتے کا یہ کام
لے کے آئی تھیں نفیسہ شہِ دیں کو پیغام
تھی پیمبرؐ کی رضا ، ان کے چچا کی مرضی
کب یہ راضی تھے نہ ہوتی جو خدا کی مرضی

زیبِ تاریخ رہے گا وہ سُہانا منظر　　یہ دلھن ہے تو وہ نوشاہ ، یہ زہرہ وہ قمر
یہ طراوت ، وہ چمن زار ، یہ کونپل وہ شجر　　یہ نگہ ہے وہ نگہبان ، یہ پردہ وہ نظر
یہ ہے خاموشِ حیا ، مصحفِ ناطق وہ ہے
یہ ہے بعثت کی خبر ، مخبرِ صادق وہ ہے

رازِ کوثر کی یہ حامل تو وہ جنت کا کفیل　　یہ صداقت تو وہ صادق ، یہ جلالت وہ جلیل
نہ کوئی اس کی نظیر اور نہ کوئی اس کا عدیل　　اصل سے نسل سے دونوں گلِ گلزارِ خلیل
شاخ سرسبز ہوئی ، نخل برومند ہوا
ایک ہی شجرے کی دو شاخوں کا پیوند ہوا

عطرِ کونین ہے دولھا تو معطر ہے دلھن　　وہ ہے فرمانِ خدا ، مرضیِ داور ہے دلھن
میرا کیا منہ جو کہوں ، کتنی گراں تر ہے دلھن　　منتخب کردۂ اللہ و پیمبرؐ ہے دلھن
وہ بَنا جس کے لیے چرخ بَنے ، فرش بنا
ہمسرِ خلد بَنی ، ہم شرفِ عرش بَنا

عبدِ معبود ہے دولھا تو عبادت ہے دلھن　　وہ ہے قرآں کا مضموں تو عبارت ہے دلھن
نفسِ اعجاز وہ ہے روحِ کرامت ہے دلھن　　وہ اگر نور کی سورت ہے تو آیت ہے دلھن
مصطفیؐ نام ہے اس کا تو خدیجہ یہ ہے
برجِ عصمت میں ہیں سعدین نتیجہ یہ ہے

دلھن ایسی ہے کریں جس کا نمازی اکرام　　ایسا دولھا ہے نمازیں جسے کرتی ہیں سلام
وہ دلھن ، گھر سے ہوا جس کے عبادت کا قیام　　اور وہ نوشاہ جو تسبیحِ رسالت کا امام
ہے خدیجہ سے رسولِؐ دوجہاں کا رشتہ
جس کی تسبیح ہے ، اُس بی بی کی ماں کا رشتہ

مادرِ فاطمہؑ و عترتِ اطہار دلھن　　لوحِ قسمت کی طرح حاملِ اسرار دلھن
دولتِ نسلِ پیمبرؐ سے گرانبار دلھن　　اُفقِ نور دلھن ، مطلعِ انوار دلھن
نورِ عصمت کی امانت کا خزینہ ہے دلھن
آمنہ کی ہے بہو ، جب تو امینہ ہے دلھن

وہ شہانہ تنِ نوشاہ کا وہ زینت و زین
غازۂ روئے حسیں ، دبدبۂ بدر و حنین
وہ قبا اور وہ عبا ، گردہیں جس کی کونین
سر چڑھائے گا جسے عرش وہ طاہر نعلین
دستِ قدرت کی عطا نورِ ازل کا سہرا
علم کے پھولوں سے گوندھا ہے عمل کا سہرا

مالکِ خلد سے وہ بنتِ خُوَیلِد کا نکاح
طرزِ نَو سے ، کہ اسی طرز سے ابتک ہے مُباح
پہلی تقریب تھی احمدؐ کی یہ از روئے صحاح
جس میں تھی حمدِ خدا قفلِ سخن کی مفتاح
جاہلیت نے سنی جس میں صدائے اسلام
وحی سے پہلے تھی تمہید برائے اسلام

واضح و قاریِ خطبہ بطریقِ فصحا
تھے ابوطالبؑ ذی جاہ محمدؐ کے چچا
حمدِ رب میں علی الاعلان جنھوں نے یہ کہا
جو خدا ایک ہے الحمد وہ رب ہے میرا
بت پرستی سے جو ہے پاک وہ گھر اپنا ہے
حشر تک جو ہے محمدؐ وہ پسر اپنا ہے

صاف خطبے میں تھی توحید کی عظمت مضمر
پھر محمدؐ کی ستائش میں رسالت مضمر
حشر کا ذکر جب آیا تو قیامت مضمر
اس ضیافت میں بھی تھی دین کی دعوت مضمر
کبھی یہ ذکر سنا اور سنایا بھی نہ تھا
بات جب کی ہے کہ قرآن تو آیا بھی نہ تھا

جمع تھے عصرِ جہالت کے جو اربابِ عقول
دنگ تھے سُن کے یہ تقریب خلافِ معمول
بول اٹھا وقت کہ مستقبلِ روشن کے رسولؐ
ہے یہ ایجاب قبول اور یہ طریقہ مقبول
عقد کی شکل میں تشکیل تھی آبادی کی
جو بھی شادی ہے تاسی ہے اسی شادی کی

حمد جس عقد کے خطبے میں پڑھیں اب علما
بخدا نقشِ قدم ہے وہ ابوطالبؑ کا
غیر دیندار تھے گو آپ بقولِ دنیا
پیروی اُن کی ہے پھر کون سی منطق سے روا
ہے یہ انکار کہ اقرارِ ابوطالبؑ ہے
چھوڑ دو حمد کہ یہ کارِ ابوطالبؑ ہے

حق کی تبلیغ کا پیغام ابوطالبؑ ہیں　　حافظِ حق سحر و شام ابوطالبؑ ہیں
بانیِ دعوتِ اطعام ابوطالبؑ ہیں　　سب مسلمان ہیں، اسلام ابوطالبؑ ہیں

طورِ سینا سے نہ وہ کعبے کے دَر سے نکلا
پل کے دینِ نبوی ان کے ہی گھر سے نکلا

مرسلِ حق کا بغیر ان کے نہ کچھ کام چلا　　دین سائے میں انہی کے سحر و شام چلا
یہ اُٹھے بہرِ حمایت تو پھر اسلام چلا　　ان سے بیٹا جو مِلا، نسل چلی نام چلا

جاہلیت میں عَلَم عِلم کا لے کر نکلے
قبلِ بعثت یہ صداقت کے پیمبر نکلے

لے زہے شانِ ابوطالبِ ذی فہم و نبیہ　　شیبۃ الحمد کے اوصاف و محامد کی شبیہ
صلب میں وجہِ خدا، وجہ سے جس کی یہ وجیہ　　خود ہم اسرارِ نبیؐ، ابن بھی سِرٌّ لَّابیہ

یہ اثر ان کے لہو کا ہے کہ وہ حیدرؑ ہے
پیشوا خلق کا ہے، باپ کا پس منظر ہے

جو محمدؐ کی رہی ان کی بھی عالی نسبی　　وہی اسلاف کے اوصاف وہی خوش لقبی
خود بھی مسلم ہیں اب و جَد بھی، بِاُمّیؐ وَ اَبی　　ان کے گھر میں ہوئے مبعوث رسولِ عربی

عینِ معبود بھی اک نورِ نظر ان کا ہے
جو نصیری کا خدا ہے وہ پسر ان کا ہے

وہ پیمبرؐ کا ہے سر ان کا ہے سایہ سر پر　　وہ محمدؐ کی ہے شمشیر، یہ ان کی ہیں سپر
وہ ہے اشجع یہ شجاعت، وہ مظفر یہ ظفر　　وہ بہر شکل ہے مشتق، یہ بہر رُخ مصدر

وہ اُدھر اور یہ اِدھر غالب ہر غالب ہیں
فاتحِ بدر علیؑ، فتح ابوطالبؑ ہیں

ان کی امداد سے ہموار ہوئی راہِ نجات　　پھر بھی دنیا نے کہی ان کے لیے کفر کی بات
منکرِ نرغۂ کفارِ عرب میں دن رات　　اِن کے ایماں کا ثبوت احمدِ مرسل کی حیات

سب دلیلوں پہ دلیل ایک مگر غالب ہے
کُلِّ ایمان تو اک جزوِ ابوطالب ہے

ہم کو تاریخ میں کوئی یہ دکھائے تو کہیں — کب جھکی اور کہاں بُت کی طرف انکی جبیں
گود میں ان کی پلے اور بڑھے بانیِ دیں — گھٹنیوں ان کی ہی منزل میں چلی شرعِ مبیں
خانۂ صدق و امانت کے یہ سرکردہ ہیں
اک رسولؐ ایک امام آپ کے پروردہ ہیں

کرکے ہجرت حبش کو جو گئے اہلِ ہمم — دوڑ کر اُن کے تعاقب میں چلے ننگِ اُمم
سُن کے، نصرت کو اٹھا اور بڑھا تیز قدم — ان کا کلکِ دو زباں، صورتِ شمشیرِ دو دَم
ایک مکتوبِ مضامینِ رفیعہ لکھا
بہرِ سلطانِ حبش خطِ شفیعہ لکھا

جس میں تحریر تھا یہ بھی کہ بھتیجا میرا — تیرے مذہب کی بھی رُو سے ہے مثیلِ موسیٰؑ
یہ وہی ختمِ رسل، شاہِ رسل ہے بخدا — جس کا دم بھرتے ہوئے اُٹھ گئے تیرے عیسیٰؑ
اہلِ انصاف! رسالت کے یہ منکر تو نہیں
ان کو کافر میں کہوں کوئی میں کافر تو نہیں

یہ کُھلے بند جو اعلانِ رسالت کرتے — قوم پر تھا جو تسلط اُسے غارت کرتے
فیصلے آپ کے رد اہلِ ضلالت کرتے — اپنے دامن کو بچاتے کہ حمایت کرتے
یہ عمل ان کا ہے اسرارِ الٰہیہ میں
اب جنھیں شک ہو وہ آجائیں حدیبیہ میں

اُن کی منزل ہے وہی شک ہو مُسلط جن پر — جس میں از راہِ تقیہ برضائے داور
حضرتِ ختمِ رسل نے پئے دفعیۂ شر — صلح نامہ سے "نبی" کاٹ دیا لکھوا کر
کفر کا اوروں پہ الزام نہ کم ظرف رکھے
حوصلہ ہو تو پیمبر پہ کوئی حرف رکھے

ان مصالح پہ نہیں کوئی کشیدہ ابرو — کہہ دیں کافر جو پدر میں ہو علیؑ کے یہی خُو
بل ہے تیوری پہ یہاں اور وہاں اللہ ھُو — دوستو بھول حلال اور حرام اس کی بُو
خونِ اسلاف کا کیا آپ سے بدلہ لوگے
قتل بیٹے نے کیا باپ سے بدلہ لوگے

کفر حضرت کے دلائل میں حدیثِ نایاب
دیکھ آئے شبِ اسریٰ یہ شہِ عرش جناب
تو بہ توبہ یہ چچا نار میں ہیں زیرِ عقاب
اے میں قربان جو زندہ ہیں ابھی ان پہ عذاب
حشر سے پہلے جو یوں فیصلہ کار کیا
کیا قیامت ہے قیامت سے بھی انکار کیا

کفر کا یہ پدرِ شیرِ خدا پر الزام
صاف ہے اُمّتِ مرحوم کی سعیِ ناکام
اس کی تردید میں سنیئے یہ سیوطی کا کلام
"کفر سے پاک ہیں ایسوں کے سب آبائے کرام
مدعا یہ ہے فقط تہمتِ الزامی سے
بچے بدنام ہوں ماں باپ کی بدنامی سے"

اپنے اسلام کا حمزہ نے کیا جب اعلان
آپ نے اُن سے کہا آؤ سناؤ قرآن
تم سے میں خوش ہوں کہ لائے ہو نبی پر ایمان
میرے احمدؐ کا کچھ آسان نہیں تھا عرفان
راہِ معبود میں اِس عبد کی نصرت بھی کرو
صاحبِ ملّتِ حَقّہ کی حفاظت بھی کرو

جس کے مذہب کی اشاعت سے خوش اتنا ہو کوئی
جس کے عرفان کی امواج میں ڈوبا ہو کوئی
جس کی نصرت کے لیے اوروں سے کہتا ہو کوئی
صاحبِ ملّتِ حَقّہ جسے سمجھا ہو کوئی
اِس قدر جس کو صداقت پہ یقین آیا تھا
کہہ دو ایمان سے ایمان نہیں لایا تھا

بولے اک دن یہ علیؑ سے کہ کسی کو نہ کھلو
اپنے بھائی کی روش پر جو مری جان چلو
زندگی بھر نہ کبھی پھر کفِ افسوس ملو
بات اتنی سی ہے سانچے میں محمدؐ کے ڈھلو
مل گیا ابنِ عم ایسا تمھیں خوش بختی سے
دین دنیا میں بچائے گا جو ہر سختی سے

سختیاں دین کی دنیا کی بحدِ تعبیر
لفظ ہیں چند مگر ان کی بڑی ہے تفسیر
زندگی، موت، لحد، اس کی صعوباتِ کثیر
حشر و میزان و حساب وارم و نارِ سعیر
کون ان سب کا سبق غیرِ نبیؐ سے لے گا
کیا یہ تعلیم پسر کو کوئی کافر دے گا

دوستو! یہ بھی تو انصاف سے سوچو اک بار   کون بدحت میں بھتیجے کی کہے گا اشعار
صدرِ اسلام میں مدّاحِ رسولِ مختار   اک تھے یہ ان کے چچا، ایک خدائے غفّار
میرے لفظوں میں مرے جد کا قصیدہ دیکھو
رنگ اغیار کے چہروں کا پریدہ دیکھو

مدح کے لفظ یہ ہیں صادق الاقرار ہو تم   ارضِ مکّہ کے لیے نزہتِ افکار ہو تم
خوابِ افلاس اُڑا، طالعِ بیدار ہو تم   شمعِ کونین ہو تم، مطلعِ انوار ہو تم
طیّب و طاہر و باعظمت و جرّار بھی ہو
تم نبیؐ بھی ہو، محمّدؐ بھی ہو، سردار بھی ہو

کیا ہے کلمے میں یہی کچھ تو ہے اربابِ عقول   "میں یہ دیتا ہوں گواہی کہ محمدؐ ہیں رسولؐ"
سوچیے اور سمجھیے نہ بہت دیجیے طول   ماحصل اس کا ہے اقرارِ نبوّت کا حصول
کلمہ پڑھ لوں تو بجا! گو مجھے ایقان نہیں
"تم نبیؐ ہو" یہ کہے جو وہ مسلمان نہیں

جب بھی اللہ نے کفّار میں بھیجا کوئی نور   کر دیا اس کی حفاظت کا بھی سامان ضرور
گھر میں فرعون کے پہنچا جو کلیمِ سرِطور   آسیا پہلے سے تھیں بہرِ حمایت مامور
مومنِ خانۂ فرعون بھی دم بھرتا تھا
اہلِ تقویٰ تھا تقیّے میں بسر کرتا تھا

اہلِ فرعون کے مومن نے کبھی یہ نہ کہا   تم پہ ایمان میں لاتا ہوں جنابِ موسیٰؑ
آسیا نے بھی حمایت کا نہ اعلان کیا   وصف ان دونوں کا آیات میں پھر بھی آیا
حق ثنا خواں ہے تو پھر ہوں گے بھی آخر اچھے
یہ بھی کافر تھے، تو مسلم سے یہ کافر اچھے

اب جو کفّار میں مبعوث ہوئے ختمِ رسل   گھر کے کانٹوں میں کھلا باغِ براہیم کا گل
ذرّے ذرّے کو یہ تھی فکر کہ یہ شمع ہو گل   در و دیوار مخالف تو معاند جز و کل
جو یہاں ان کا محافظ تھا وہ ذیجاہ تھا کون
یعنی اس فرض پر مامور من اللہ تھا کون

اور اس فرض پہ مامور نہ تھا کوئی اگر — سنۃُ اللہ ہو تبدیل یہ مانیں کیونکر
ہو وہ موسیٰ کی حفاظت کہ حمایت یکسر — فرض مخصوص تھی اک مرد اور اک عورت پر
بس یونہی چاہیے اب ختمِ نبوّت کے لیے
زن حمایت کے لیے مرد حفاظت کے لیے

جس مورخ سے بھی پوچھا یہ کیا اس نے کلام — دیکھنے بھر کے تھے اس دور میں احباب تمام
وہ جنھیں صرف حمایت سے حفاظت سے تھا کام — ایک خاتون تھیں، اک مرد اور اللہ کا نام
مرحلے جتنے بھی پیش آئے یہی غالب تھے
مادرِ فاطمہؑ تھیں اور ابوطالبؑ تھے

مادرِ فاطمہؑ جب عقدِ نبیؐ میں آئیں — شاملِ ذات ہوئیں حسبِ اصول و آئیں
قربتیں سب یہ حمایت کی جزا میں پائیں — تنِ بے سایہ تھے حضرت تو یہ تھیں پرچھائیں
مدعا ایک تھا دو قلب تھے دو قالب تھے
اور محافظ بہمہ حال ابوطالب تھے

بحث یہ ہے یہ حفاظت تھی چچا کی مرضی — یا نبیؐ کے دلِ جویائے وفا کی مرضی
یا اعزا کی رضا یا رفقا کی مرضی — یا نبوّت کے تحفظ میں خدا کی مرضی
جز خدا اور کسی کی جو یہ مرضی ہوتی
احتجاجی کوئی آواز تو اٹھی ہوتی

مرتے مرتے یہ چچا تھے جو پیمبر کے مشیر — مشورے ان کے ہیں احکام بہ حکمِ تقدیر
مٹ نہیں سکتی مٹانے سے یہ ہے وہ تحریر — حال گھاٹی کا ہے تاریخ میں پتھر کی لکیر
تھے نہ مامور تو کیوں شاملِ صحبت ٹھہرے
اور تھے مامور تو پھر جزوِ نبوت ٹھہرے

مستند جس کا ہے مامورِ حفاظت ہونا — جس نے آغاز کیا تخمِ ہدایت بونا
اس کی تضحیک کروگے تو پڑے گا رونا — اس کی تکفیر ہے ایمان خود اپنا کھونا
جس نے یہ بات نہ سوچی وہی گمراہ ہوا
کوئی کافر بھی مامور من اللہ ہوا

اِن کے دادا تھے خلیل، اُن کی ہیں یہ ذرّیت　　منصبِ "جاعِلُکَ" آپ کی ہے ملکیّت
ہے علیؑ سا جو پسر ثمرۂ صدقِ نیت　　مرتے دَم سونپ گئے اُس کو یہ ماموریّت

اب محافظ خلفُ الصدقِ ابوطالبؑ ہے
اور اِسی وجہ سے وہ غالبِ ہر غالب ہے

رات دن راحتِ تن کھو کے نگہبانی کی　　آ گئی نیند تو منہ دھو کے نگہبانی کی
بعدِ طفلی کے جواں ہو کے نگہبانی کی　　شبِ ہجرت جو ہوئی سو کے نگہبانی کی

وقف تھے آپ رسالت کی حفاظت کے لیے
فاطمہؑ جائے خدیجہؑ تھیں حمایت کے لیے

یہ حفاظت جو ہے میراث ابوطالبؑ کی　　منزلت اور بڑھی اِس کی، پسر کو جو ملی
تھے حفاظت میں وہاں اُن کی فقط ایک نبی　　اُن کے بیٹوں کے بھی ہر وقت محافظ ہیں علیؑ

اِس فضیلت کو کسی نفسِ زکیّہ سے سنو
جاؤ صفین میں ابنِ حنفیہ سے سنو

وہ دمِ معرکہ بابا سے محمدؐ کا سوال　　مسکرا کر وہ جگر بند سے حیدرؑ کا مقال
شانِ سبطین سنو مجھ سے مرے ماہِ کمال　　میرے فرزند ہو تم اور یہ پیمبرؐ کے ہیں لال

کل یہ تھا فخر کہ احمدؐ کا محافظ ہوں میں
آج ابنائے محمدؐ کا محافظ ہوں میں

حفظِ سبطینِ محمدؐ جو فریضہ تھا اہم　　اہتمام اس کا علیؑ کر کے گئے مرتے دَم
چھوٹے بیٹے کو بلا کر یہ کہا دے کے عَلم　　اب تمہیں سونپتے ہیں اپنے بڑے فرض کو ہم

پسرانِ شہِ لولاکؐ کے حافظ تم ہو
ہے حمایت کو جو زینبؑ تو محافظ تم ہو

جس طرح شاہِ رسلؐ کے لیے ہم بن گئے ڈھال　　تم امامت کی سپر ہو یونہی اَے ماہِ کمال
خاص کر نہر کے ساحل پہ ہو جب جنگ و جدال　　جانشیں باپ کا اپنے کو سمجھنا مرے لال

تم کو ہم سونپتے ہیں کام ابوطالبؑ کا
کربلا یاد رکھے نام ابوطالبؑ کا

باپ کی تھی جو تمنا وہی بیٹے نے کیا ‏ ‏ ‏ جیتے جی غم کوئی شبیرؑ کو ہونے نہ دیا
جنگ میں ضبط کا تھا حکم تو غصے کو پیا ‏ ‏ ‏ شہ نے جو اسلحہ لے جانے سے روکا، نہ لیا

تشنگی بھول گئے نہر کی تیاری میں
جنگ کی نفس سے تکمیلِ وفاداری میں

اِس قدر الفتِ شبیرؑ میں تھی سرشاری ‏ ‏ ‏ اُن کی نصرت میں اِنھیں بھول گئیں ضربیں کاری
زر کا جادو نہ لعینوں کی چلی عیاری ‏ ‏ ‏ شمر بہکانے کو آیا، اُسے ٹھوکر ماری

تُف نہ کی شام کی نولاکھ کی سالاری پر
ناز تھا چھوٹے سے لشکر کی علمداری پر

امتحاں گاہِ عمل معرکۂ کرب و بلا ‏ ‏ ‏ تو بھی کچھ بول بہت تو نے تو رکھی ہے وفا
تیری جانب سے جو عاشور کو چلتی ہے ہَوا ‏ ‏ ‏ صاف کانوں میں عقیدت کے یہ آتی ہے صدا

مشک بھر کر جو ابھی نہر سے یہ لائے ہیں
جانِ احمدؐ کی حفاظت کو علیؑ آئے ہیں

کس قدر شہ کی انھیں جان بچانے کا ہے پاس ‏ ‏ ‏ مشک اک اُن کی امانت جو ہے جرّار کے پاس
اِس امانت کی حفاظت میں جنابِ عباسؑ ‏ ‏ ‏ خون میں ہوتے چلے جاتے ہیں تر، بے وسواس

گرز بھی، تیر بھی، شمشیر بھی کھا لیتے ہیں
مشک کو سینۂ زخمی سے چھپا لیتے ہیں

تیر دلدوز کلیجے کو ہلاتے ہی رہے ‏ ‏ ‏ آپ شانِ اسداللہ دکھاتے ہی رہے
رن ہلاتے ہی رہے حشر اٹھاتے ہی رہے ‏ ‏ ‏ تیر کھاتے ہی رہے، مشک بچاتے ہی رہے

کوئی پہلو پہ لیا کوئی جگر پر روکا
زد پہ مشک آئی تو پتلی کی سِپر پر روکا

خلد سے آکے پکارے یہ پیمبرؐ شاباش ‏ ‏ ‏ آئی آواز نجف سے مرے دلبر شاباش
روحِ جعفرؑ نے کہا، ثانیِ حیدرؑ شاباش ‏ ‏ ‏ بولیں زہراؑ مرے محسن مرے دلبر شاباش

نصرتِ سبطِ نبیؐ میں جد و کد کرتے ہو
امّاں صدقے مرے بیکس کی مدد کرتے ہو

لاکھ روباہوں نے روکا یہ غضنفر نہ رُکا ۔۔۔ گر گئے سینے میں نیزے پہ دِلاور نہ رُکا
فوج کے مکر و دغا سے بھی یہ صفدر نہ رُکا ۔۔۔ کٹ گئے ہاتھ مگر بازوئے سرور نہ رُکا
گِر گیا گو کہ علم پھر بھی نہ زنہار گرے
چھن گئی مشک تو ریتی پہ علمدار گرے

گرتے گرتے یہ کہا شاہِ ہدا آدرکنی ۔۔۔ دلبرِ بنتِ رسولِ دوسرا آدرکنی
راحتِ جان شہِ عقدہ کشا آدرکنی ۔۔۔ پسرِ حضرتِ محبوبِ خدا آدرکنی
مرتے دم حسرتِ دیدار ہے آقا آؤ
وقت تلقین کا ہے دلبرِ طاہا آؤ

یہ صدا سنتے ہی مولا نے جگر کو تھاما ۔۔۔ ضعفِ پیری نے شہِ جن و بشر کو تھاما
پاؤں تھرّائے تو اکبر نے پدر کو تھاما ۔۔۔ درد نے اُٹھ کے مسافر کی کمر کو تھاما
یوں قضا باغِ تمنّا کی فضا لوٹ گئی
دم بدم رو کے کہا، ہائے کمر ٹوٹ گئی

گرتے پڑتے جو لبِ نہر گئے شاہِ اُمم ۔۔۔ دیکھ کر بھائی کو مجروح کہا ہائے ستم
گرز سے سر ہے فگار اور ہے چہرے پہ ورم ۔۔۔ مشک سینے پہ ہے پہلو میں محمّد کا عَلم
شان پر دیکھنے والوں کو گماں ہوتا ہے
گھاٹ روکے ہوئے بے خوف اسد سوتا ہے

جھک کے آہستہ پکارے یہ شہِ کون و مکاں ۔۔۔ ابھی زندہ ہو کہ جنّت میں گئے بھائی جاں
بولے گھبرا کے یہ عباسؑ کہ مولائے زماں ۔۔۔ السّلام اے جگر و جانِ رسولِ دو جہاں
نہر پر آنے کی تکلیف جو فرمائی ہے
آپ کے ساتھ سکینہ تو نہیں آئی ہے

رو کے فرمایا کہ بھیّا تری غیرت کے نثار ۔۔۔ میرے جانباز برادر تری جرأت کے نثار
میری نادان کے سقّے تری ہمت کے نثار ۔۔۔ لے مرے چاہنے والے تری چاہت کے نثار
پسرِ بادشہِ بدر و حنین آیا ہے
اٹھو بھائی تمھیں لینے کو حسینؑ آیا ہے

کہہ کے یہ بیٹھ گئے خاک پہ شاہِ شہدا   سرِ علمدارِ دلافگار کا زانو پہ رکھا
اب جو اس شیر کی آنکھوں پہ نظر کی تو کھلا   کوئی صدمہ ہے کہ روتے ہیں کہا بھائی یہ کیا
اپنے بچوں کے لیے محوِ قلق ہوتے ہو
بھائی عباسؑ کہو تو سہی کیوں روتے ہو

عرض کی اور ہی کچھ فکر ہے اے ابرِ کرم   اپنے بچوں کا نہ کچھ دھیان نہ صدمہ نہ الم
بس اگر ہے تو فقط شہ کی حفاظت کا ہے غم   عصر کی یاد میں بیتاب ہوں یا شاہِ امم
مرتے دم بھی تو وہ صدمہ مجھے تڑپاتا ہے
کس طرح عرض کروں منہ کو جگر آتا ہے

وہ بزرگوں کا دمِ نزع وہ دنیا سے سفر   وہ نبیؐ اور وہ آغوشِ ید اللہ وہ سر
وہ سرِ شیرِ خدا اور وہ سرھانے شبّرؑ   اور پھر فرقِ حسنؑ آپ کے وہ زانو پر
حیف یاں تو کوئی بھائی نہ بھتیجا ہوگا
ہائے پھر کیا سرِ سرور کا نتیجا ہوگا

جانِ زہرا نے کہا آہ نہ پوچھو بھیّا   یہ الم یہ غمِ جانکاہ نہ پوچھو بھیّا
میرے انجام کو لِلّٰلہ نہ پوچھو بھیّا   کوئی مونس نہ ہوا خواہ نہ پوچھو بھیّا
لب پہ امت کی دعا حلق پہ خنجر ہوگا
خاک پر گود میں زہراؑ کی مرا سر ہوگا

یہ سخن سنتے ہی عباسؑ کو ہچکی آئی   جب حفاظت سے ہوئی یاس شہادت پائی
روکے بولے شہِ مظلوم کہ ہے ہے بھائی   اک ذرا اور ٹھہر جاؤ مرے شیدائی
اپنی معصوم حزینہ سے تو مِلتے جاؤ
بھائی عبّاسؑ سکینہ سے تو ملتے جاؤ

ناگہاں آئی یہ آواز کہ آؤ عمّو   تم سے روٹھی ہوں مجھے اُٹھ کے مناؤ عمّو
نہ کرو پیار، نہ چھاتی سے لگاؤ عمّو   مشک تو پھیر دو پانی نہ پلاؤ عمّو
اور پاس آئی جو بچّی دلِ مضطر اُلٹا
کانپ کر لاشۂ عباسؑ دلاور اُلٹا

دوستو فصلِ غم و شیون و شین آخر ہے　　لو عزائے پسر شاہِ حنین آخر ہے
ماتمِ سبطِ رسول الثقلین آخر ہے　　اس عزا خانے میں اب بزمِ حسینؑ آخر ہے

کربلا کو پسرِ خیر ورا جاتے ہیں
رو کے رخصت تو کرو شاہِ ہدا جاتے ہیں

الوداع اے پسرِ احمدِ مختار حسینؑ　　الوداع اے جگرِ حیدرِ کرار حسینؑ
الوداع اے حرمِ پاک کے سالار حسینؑ　　الوداع اے علی اکبرؑ کے عزادار حسینؑ

نوحہ و ماتم و فریاد میں جاں کھو نہ سکے
ہائے مولا تمھیں جی بھر کے محب رو نہ سکے

ہو کے مہماں جو ہمارے شہِ عالم آئے　　احمدؐ و حیدرؑ و زہراؑ بھی بصد غم آئے
کیا خبر اگلے برس پھر جو محرم آئے　　ہم لحد میں ہوں یہاں موسمِ ماتم آئے

غم نہ بھولیں گے تمھارا جو مریں گے مولا
ہم کفن پھاڑ کے ماتم تو کریں گے مولا